منشی پریم چند (خصوصی مطالعہ)

"مختصر سوانحی خاکہ"

اصل نام:- دھنپت رائے (نواب رائے) تاریخ پیدائش ۳۱ جولائی ۱۸۸۰ء بنارس سے چند کلومیٹر دور ایک گاؤں پانڈے پور میں پیدا ہوئے۔ والد عجائب لال ڈاک خانے میں معمولی ملازم تھے۔ والدہ کے انتقال پر پریم چند کے والد نے دوسری شادی کر لی۔ والد کا تبادلہ گورکھپور ہوئے پر پریم چند نے وہاں کے اسکول میں داخلہ لیا۔ ان کی اپنی شادی کم عمری میں ہوئی۔ سوتیلی ماں اور وبال جان بیوی کی خاطر پریم چند نے تنگی ترشی کے باوجود بہت ایثار سے کام لیا۔ ۱۸۹۹ء میں ایک پرائمری سکول میں نائب مدرس ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں بی اے کرنے اور تدریسی ڈگری حاصل کرنے کے بعد الہ آباد اور کان پور کے مدارس میں پڑھایا۔ ڈپٹی انسپکٹر مدارس ہو کر صوبہ ضلع ہمیر پور بھیجے گئے۔ گاندھی جی کی تقریر سے متاثر ہو کر ۱۵ فروری ۱۹۲۱ء کو سرکاری ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔

۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء کو ترقی پسند مصنفین کی پہلی کانفرس کی صدارت کی ان کا خطبہ صدارت اردو کی یادگار تحریروں میں ہے۔ افسانوں کے علاوہ ناول بھی ان کی ادبی شہرت کے ضامن ہیں۔ جن میں بیوہ، بازار حسن، نرملا، میدان عمل، چوگان ہستی، گوشہ عافیت، غبن اور گئودان شامل ہیں۔

۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو وفات پائی۔

افسانوی مجموعے:- ۱:- سوز وطن، ۲:- پریم پچیسی، ۳:- پریم بیتیسی، ۴:- خاک پروانہ ۵:- خواب وخیال ۶:- فردوس خیال ۷:- پریم چالیسی ۸:- آخری تحفہ ۹:- زادِ راہ ۱۰:- دودھ کی قیمت ۱۱:- واردات

پریم چند کا فن افسانہ نگاری / افسانہ

پریم چند ایک با مقصد اور اصلاحی افسانہ نگار تھے۔ پروفیسر رشید احمد کا یہ تبصرہ اپنے اندر بڑی جامعیت اور وسعت رکھتا ہے۔ جو انھوں نے پریم چند کے فن پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا

"ایک ایسا فنکار جس نے گاؤں کی مٹی سے
تاج محل تعمیر کیا"

پریم چند نے گاؤں کی مٹی سے نہ صرف تاج محل تعمیر کیا ہے۔ بلکہ گاؤں کی مٹی کو گنگا جل میں گوندھ کر ہندو دھرم کی اصلاح کے لیے اپنے اصلاحی تصور حیات کی مورتیاں بنائی ہے۔ اردو میں افسانہ انگریزی کی وساطت سے آیا ہے اور اس نے اس وقت جنم لیا جب ہندوستان سامراجی بیڑیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ جب ہر طرف سیاسی، سماجی، اقتصادی اور اخلاقی انتشار پھیلا ہوا تھا۔ پریم چند نے اس انتشار کو محسوس کر کے اسے دور کرنے کی کوشش کی۔ اپنے افسانوں کے ذریعے اپنے قارئین کو گرد و پیش میں پھیلے اور بکھرے ہوئے واقعات اور کرداروں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ پریم چند کے افسانوں میں انقلاب کے قدموں کی آہٹ آزادی کے نعروں کی گونج صاف سنائی دیتی ہے۔

پریم چند کے ابتدائی افسانے داستانی فضا رکھتے ہیں۔ غالباً اس کا سبب یہ ہوگا کہ زندگی پر اس وقت ان کی گرفت اتنی مضبوط نہ تھی جیسی بعد میں ہوئی۔ پریم چند نے زندگی کے بڑے دھارے کو پکڑا تھا۔ انھوں نے افراد کو تقریباً چھوڑ دیا تھا۔ اسی لیے ان کے افسانوں کے بنیادی مراکز کردار نہیں بلکہ فضا ہوتی ہے۔ کوئی واقعہ ہوتا ہے۔ کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ پریم چند کے یہاں کوئی واقعہ ہوتا ہے۔ جو تحریک کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے لیے وہ کردار کا انتخاب کرتے ہیں۔

اپنے ایک خط میں پریم چند نے اپنی فنکاری کے متعلق کچھ ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے

Scanned with CamScanner

"محض واقعہ کے اظہار کے لیے میں کہانیاں نہیں لکھتا۔ میں اُس کی فلسفیانہ یا جذباتی حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ جب تک اِس قسم کی کوئی بنیاد نہیں ملتی، میرا قلم نہیں اٹھتا"۔۔۔۔

پریم چند کے افسانوں کا فنی ارتقاء پریم چند کے افسانوں کے مختلف مجموعوں پر نظر ڈالنے سے ان کی افسانہ نگاری میں بتدریج ارتقا نظر آتا ہے۔ مختلف ناقدین نے ان کی افسانہ نگاری کے ارتقا میں حسب ذیل نشانات متعین کیے ہیں۔

1:- پہلا دور:- ابتدائی کوششیں ۱۹۰۹ء تک

2:- دوسرا دور:- تاریخی اور اصلاحی افسانے ۱۹۰۹ء سے ۱۹۲۰ء تک

3:- تیسرا دور:- اصلاحی اور سیاسی افسانے ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۲ء تک

4:- چوتھا دور:- سیاسی اور فکری دور ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۶ء تک

پریم چند آہستہ آہستہ داستانی اور تخیلی انداز سے حقیقت پسندی کی طرف بڑھتے رہے۔ اُن کے آخری عہد کے افسانے زیادہ تلخ حقائق کو سامنے لانے کا سبب بنے۔ ان کا مشہور افسانہ "کفن" تلخ حقیقت نگاری کا کامیاب ترین نمونہ ہے۔

اُن کے افسانوں کے کردار بالعموم جذباتی مثالی ہوتے ہیں۔ پریم چند اپنے افسانوں میں عورت کو نچھاور ہونے کے لیے جنم دیتے ہیں۔ پریم چند عام طور پر دیہی زندگی کی تصویر کشی میں اپنی تخلیقی صلاحیتیں بروئے کار لاتے رہے مگر ذرا دراصل میں وہ شہری معاشرت کے تضادات، یوسف زندگی کی مکمل انسانی تعلقات، رشتوں کے بحران کو عمدگی سے بیان کیا ہے۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے نزدیک:

"ہندوستانی ادب پر پریم چند کے بڑے احسانات ہیں۔ انھوں نے ادب کو زندگی کا ترجمان بنایا۔ زندگی کو شہر کے تنگ گلی کوچوں میں نہیں بلکہ دیہات کے لہلہاتے کھیتوں میں جاکر دیکھا۔ پریم چند کے نزدیک آرٹ ایک کسوٹی ہی حقیقت کو پرکھنے کا ہے۔ سماج کو صحت مند اور بہتر بنانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ وقتی مسائل

Scanned with CamScanner

کی اہمیت کو انھوں نے شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ فن کے معیار کو اس پر تمام بیان کر دیا۔ افسانہ نگاری میں اُن کا وہی مرتبہ ہے جو شاعری میں مولانا حالی کا"۔

آل احمد سرور اُن کے فن افسانہ نگاری کے بارے میں یوں لکھتے ہیں

"مجھے اُن کے افسانوں میں جیتے جاگتے انسانوں کی جانی پہچانی زندگی ملتی ہے۔ وہ فطرت کی حسین گود بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور بدصورت انسانیت بھی لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پریم چند نے اس بدصورت انسانیت سے محبت کی اسے حسین مقدس اور پاکیزہ بنانے کی خواہش کی ہے"۔

پروفیسر احتشام حسین یوں کہتے ہیں۔

"پریم چند نے جس طرح ہندوستانی عوام کی زندگی کو سمجھا جس طرح اُن کی خواہشوں اور خوابوں کو پیش کیا اور جس طرح عوام کے اندر سوئی ہوئی اور کچلی ہوئی انسانیت کو جگانے کی کوشش کی۔ اس سے آج کے ادیب نہ صرف سبق لے سکتے ہیں بلکہ اپنی تخلیقات میں زندگی اور توانائی کی روح بھی پھونک سکتے ہیں"۔

پریم چند کے فن افسانہ نگاری کی خصوصیات:- ۱:- پریم چند کا اسلوب سادہ اور حقیقت پسندانہ ہے۔ وہ ہندی اور فارسی زبان کے الفاظ کی خوبصورتی سے آمیزش سے اپنی تحریر کے حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ ۲:- پریم چند کے کردار بالعموم جذباتی اور مثالی ہوتے ہیں۔ ۳:- انھوں نے اپنے افسانوں کی بنیاد رجائیت پر رکھی ہے۔
۴:- پریم چند ایک اصلاحی اور بامقصد افسانہ نگار تھے۔ ۵:- اُن کے افسانوں میں جزئیات کا استعمال نہایت متوازن ہے۔ ۶:- پریم چند نے اپنے افسانوں میں محض سماجی زندگی کو پیش نہیں کیا بلکہ اس سماجی زندگی کے زاویہ اور گوشے اس طرح چھوے ہیں کہ اُن کے بنیادی نقطہ نظر کی پوری طرح عکاسی ہو سکے۔ انھوں نے زندگی کے اندھی پہلوؤں اور سماج کی واضح کردوں

کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ ۸۔ پریم چند نے دکھی انسانوں کے مصائب اور مظلوم کسانوں اور محنت کشوں کو پریشان ہوتے دیکھ کے مغموم ہو کر ان کے دکھوں کا حل اپنے افسانوں میں پیش کرتے ہیں۔ ۹۔ پریم چند کے افسانوں میں خیر و شر کا تصادم ملتا ہے۔ ۱۰۔ انسان دوستی، محبت و یگانگت، ہمدردی و مروت اور آزادی و مساوات ان کے معاشرتی فلسفے کی فکری بنیاد رہی تھیں۔

پنڈت کشن پرشاد کول کے الفاظ میں

"پریم چند وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس
صدی کے شروع میں اپنے مختصر افسانوں
اور ناولوں کے ذریعے دورِ انقلاب
کی صحیح ترجمانی کرنی شروع کی۔۔۔۔
ہمارے قومی اور خانگی زندگی کا مشکل سے کوئی پہلو ایسا
ہو گا جو ان کی نظر سے بچا ہو اور جس کی
عکاسی اور ترجمانی انہوں نے اپنے افسانوں
اور ناولوں میں نہ کی ہو۔"

مجوزہ کتب:-

۱:- اردو نثر کا فنی ارتقا / ڈاکٹر فرمان فتح پوری
۲:- اردو افسانہ روایت و مسائل / ڈاکٹر گوپی چند نارنگ
۳:- داستان سے افسانے تک / سید وقار عظیم
۴:- اردو افسانہ نگاری کے رجحانات / ڈاکٹر فردوس انور قاضی۔
۵:- اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ / ڈاکٹر انوار احمد
۶:- فن افسانہ نگاری / سید وقار عظیم
۷:- جدید اردو افسانہ / شہزاد منظر۔
۸:- اردو ادب کے افسانوی اسالیب / ڈاکٹر فردوس انور قاضی
۹:- افسانے کی حمایت میں / شمس الرحمن فاروقی۔
۱۰:- نیا اردو افسانہ / شاعر علی شاعر۔

Scanned with CamScanner